# سید عطاء المحسن بخاریؒ: اک ضربِ کلیمانہ

ڈاکٹر محمد عمر فاروق

جنرل ضیاالحق کی دعوت پر تمام سیاسی جماعتوں کے سربراہ جمع تھے۔ جنرل ضیاء الحق نے دوران تقریر مستقبل میں جمہوریت کی بحالی اور دیگر حکومتی وعدوں کے تاج محل دکھانا شروع کیے تو ان کی تقریر کے فوراً بعد ایک بے خوف رہنما اور بے باک مجاہد نے جنرل ضیاء سے یہ گستاخانہ سوال کرنے کی جسارت کی تھی کہ محترم آپ کے پیش رو حکمران بھی ہمیشہ ایسے ہی سبز باغ دکھا کر اپنے عرصۂ اقتدار کو طول دیتے چلے آئے ہیں۔ آپ کے پاس کیا ضمانت ہے کہ آپ ان طفل تسلیوں کو حقیقت میں ڈھال دیں گے؟ اس غیر متوقع سوال پر مرحوم جنرل ضیاء گڑ بڑا کر رہ گئے اور ایک آدھ جوابی جملہ کہہ کر کھسیانی ہنسی میں مردم شناس کے سوال کو گول کر گئے۔ سوال کرنے والی شخصیت ابنِ امیرِ شریعت سید عطاء المحسن بخاریؒ تھے جو مجلس احرار اسلام کے جنرل سیکرٹری کی حیثیت سے اجلاس میں شریک تھے۔

شاہ جیؒ کی سیاسی بصیرت نے اسی لمحے بھانپ لیا تھا کہ یہ شخص اقتدار نہیں چھوڑنا چاہتا۔ چنانچہ انھوں نے اسی وقت اپنی فائل پر یہ جملہ لکھ کر اسے بند کر دیا ''یہ شخص کم از کم دس سال تک اقتدار نہیں چھوڑے گا۔''

سید عطاء المحسن بخاریؒ برصغیر پاک و ہند کے ممتاز قومی و دینی رہنما حضرت امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمہ اللہ کے فرزند گرامی تھے۔ لیکن انھوں نے اپنی شخصیت کی برتری کے لیے اس نسبی حوالے کو کبھی استعمال نہ کیا۔ بلکہ ان کی اپنی ذات کی گوناں گوں صفات نے انہیں معاصرین میں انفرادیت و مقبولیت بخشی۔

سامراجیت و استعماریت دشمنی مجلس احرار اسلام کا طرۂ امتیاز تھی۔ جب تحریک مقدس تحفظ ختم نبوت کی پاداش میں مجلس احرار دس برس کے لیے کالعدم قرار دی گئی تھی۔ تو شاہ جی کا سامراج دشمن مزاج انہیں نیشنل عوامی پارٹی (نیپ) میں لے گیا۔ جب مجلس احرار سے پابندی اٹھالی گئی تو آپ احرار میں واپس آ گئے۔ اور مجلس احرار کے بزرگ رہنماؤں شیخ حسام الدین اور ماسٹر تاج الدین انصاری کے شانہ بشانہ عوامی رابطہ مہم کے لیے ملک گیر طوفانی دورے کیے۔ آپ کے برادر اکبر حضرت سید ابوذر بخاری رحمہ اللہ اور آپ کی طویل صبر آزما جدوجہد کے نتیجے میں مجلس احرار نے بہت جلد قوت و استحکام حاصل کر لیا۔

اس عہد میں کمیونسٹ اور سوشلسٹ کہلانا ایک فیشن سا بن گیا تھا۔ وسیع وعریض جاگیر، بھاری بینک بیلنس کا مالک سرمایہ دار قیمتی گاڑی میں کھدر پہن کر بیٹھتا اور کمیونزم کی چھتری تلے محض وقت گزاری کے لیے پرولتاریوں کے مسائل پر رائے زنی کرتا۔ خدا اور رسول اور مذہب کو تضحیک کا نشانہ بناتا۔ اس وقت مجلس احرار اسلام واحد دینی وسیاسی جماعت تھی۔ جس نے پاکستان میں سب سے پہلے اس فکری گمراہی کے مرتکب منافقوں کے رویوں کی حقیقت سے پردہ اٹھایا اور بحیثیت مجموعی ان نظاموں کے خلاف پہلی مضبوط آواز بلند کی۔ سید عطاء المحسن بخاری نے اس جہاد میں استحصالی طبقوں کے مزدور کش مظالم کے سدباب کے لیے تاریخی کردار ادا کیا۔ بعض مذہبی جماعتیں بھی وڈیروں کی ہمنوا تھیں۔ اس طرح مزدوروں اور کسانوں کے معاشی قتلِ عام میں مذہب کا سہارا لیا جارہا تھا۔ جس پر آپ نے ایک پر مغز تحقیقی مقالہ ''اسلام دولت کی مساوی تقسیم کا قائل ہے'' لکھ کر شرعی برہمنوں کا ناطقہ بند کر دیا۔

مجلس احرار اسلام نے قیام پاکستان کے بعد انتخابی سیاست سے کنارہ کشی اختیار کر لی تھی۔ اور تمام تر توجہ تبلیغ اسلام، تحفظ ختم نبوت اور اصلاح معاشرہ پر مرکوز کر لی تھی۔ جب کہ بعض مذہبی جماعتوں نے لادین سیاستدانوں کی پیروی میں جمہوریت کو اسلام کے مقابلے میں بطور نظام زندگی کے اپنا لیا تھا۔ لیکن مجلسِ احرار نے سید صاحب کی قیادت میں اسلامی شورائی نظام کو مکمل نظام حیات قرار دے کر نفاذ و قیام حکومت الٰہیہ کے لیے جدوجہد جاری رکھی۔ جس پر جمہوری فرزندوں نے ناک بھوں چڑھائی۔ مگر قائدین احرار کے مؤقف کی صداقت کی اس سے بڑھ کر کیا گواہی دی جاسکتی ہے کہ آج سب کچھ لٹانے کے بعد بعض دینی جماعتیں بھی مروجہ سیاست اور جمہوری نظام کو ترک کرنے پر مجبور ہوگئی ہیں۔

سید عطاء المحسن بخاریؒ نے عوام میں مذہب کی اہمیت کو اجاگر کیا۔ معاشرتی ناہمواریوں کے خلاف آواز اٹھائی اور مذہبی اجارہ داروں کے دوغلے پن کو بے نقاب کیا۔ انھوں نے رسم ورواج کی گرد ہٹا کر اسلام کو اس کی اصلی حالت میں پیش کیا۔ سید عطاء المحسن بخاری کی تریسٹھ سالہ زندگی کے کارنامے یوں تو بے شمار ہیں کہ انھوں نے لادین نظام کے خلاف جہاد کیا۔ گستاخانِ صحابہؓ کو لگام دی۔ قادیانیت کی سرکوبی کی اور ربوہ (چناب نگر) میں مسلمانوں کی پہلی مسجد کی بنیاد رکھی۔ لیکن میرے نزدیک ان کی حیات مبارکہ کا سب سے بڑا وصف یہ ہے کہ انھوں نے مجھ جیسے سینکڑوں نوجوانوں کی زندگی کا رخ بدل ڈالا۔ انھوں نے نوجوانوں میں فکری ونظریاتی محنت کی۔ جس کا نتیجہ ہے کہ آج ان کے خوشہ چیں جہاں بھی ہیں۔ وہ نظریاتی اعتبار سے اتنے مظبوط ومستحکم ہیں کہ کوئی بڑے سے بڑا اشتراکی، جمہوری یا مذہبی ڈیرے داران کی فکر ونظر کو متاثر ومرعوب نہیں کرسکتا۔

مجھے اعتراف ہے کہ بچپن ہی سے جس عظیم شخصیت نے میرے دل ودماغ پر اپنے کردار وعمل سے قبضہ جمایا، وہ سید عطاء المحسن بخاری تھے۔ جو روایتی مولوی، قدامت پرست واعظ یا زاہد خشک نہ تھے۔ بلکہ وہ ہر دلعزیز اور پہلو دار

شخصیت تھے۔ بیک وقت عالم، شاعر، خطیب، صحافی، کالم نگار اور سیاسی رہنما بھی تھے، لیکن انھوں نے اپنی بڑائی اور بزرگی کی دھونس کبھی نہ جمائی۔ انھوں نے کارکنوں سے بیٹوں کی طرح پیار کیا۔ ان کی ذات میں باپ کا سا جلال اور ماں جیسی نرم وگداز محبت بھی تھی۔ وہ محفلوں کی جان تھے۔ ان کی بذلہ سنجی اور لطیفہ گوئی ضرب المثل تھی۔ وہ ایسی دلنواز شخصیت کے مالک تھے کہ ہر ملنے والا یہی سمجھتا کہ ان کا یہ التفات میرے ساتھ ہی مخصوص ہے۔

تلہ گنگ...... دینی وسیاسی سرگرمیوں کے حوالے سے ایک اہم مقام کی حیثیت سے جانا جاتا ہے۔ جن لوگوں نے تلہ گنگ میں آنے والے نامور مقررین کو سنا ہے۔ انہیں ابنِ امیر شریعت حضرت سید عطاء المحسن بخاریؒ سے بخوبی آگاہی وشناسائی حاصل ہے۔

سید عطاء المحسن بخاری بیک وقت ایک معتبر عالم دین، ممتاز قومی رہنما، نامور خطیب، منفرد لہجے کے شاعر اور مقبول عام کالم نگار بھی تھے۔ شاہ جیؒ نے 1968ء میں تلہ گنگ کا پہلا دورہ کیا اور پھر تقریباً 1997ء تک وہ سینکڑوں مرتبہ اس سرزمین کو اپنی شعلہ بار خطابت سے سرفراز کرتے رہے۔ وہ پیشہ ور واعظ نہ تھے کہ ان کی نگاہ عقیدت مندوں کی جیبوں پر ہی رہتی۔ بلکہ وہ ایک دریا دل اور یار باش شخصیت کے مالک تھے۔ جنھوں نے لٹایا بہت کچھ ہے مگر کمایا کچھ نہیں۔ ہاں انھوں نے تحصیل تلہ گنگ کے باسیوں کی دعاؤں سے اپنے دامن کو ضرور بھرا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ آج پورا علاقہ انھیں بے لوث رہنما اور بے غرض عالم دین کے طور پر یاد کرتا ہے۔ تحصیل تلہ گنگ کا کوئی قصبہ اور گاؤں ایسا نہیں ہے کہ جہاں ان کے قدم نہ پہنچے ہوں۔ انھوں نے یہاں دس میل پیدل سفر کرکے اور بغیر کسی معاوضہ ولالچ کے اللہ کے دین کی تبلیغ کی۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت اور اصحاب رسول رضوان اللہ علیہم اجمعین کے دفاع کی خاطر انھوں نے مصائب و تکالیف برداشت کیں۔ لیکن حرف شکایت سے ان کی زبان آشنا ہی نہ تھی۔ 1969ء میں قادیانیوں نے پنچنند کو اپنی ناپاک سرگرمیوں کا مرکز بنایا۔ اپنی عبادت گاہ تعمیر کی اور کئی مسلمان خاندانوں کو لالچ دے کر مرتد کر دیا۔ خدشہ یہ پیدا ہوا کہ اگر قادیانیوں کو نکیل نہ ڈالی گئی تو قادیانیت کے دامِ تزویر میں پورا علاقہ آجائے گا۔ اللہ تعالیٰ نے مسلمانانِ تحصیل تلہ گنگ کو اس فتنے سے بچانے کے لیے سید عطاء المحسن بخاریؒ کو رحمت کا فرشتہ بنا کر یہاں بھیجا۔ جنھوں نے مجلس احرار اسلام تلہ گنگ کے کارکنوں کو منظم کیا اور قادیانیوں کی شر انگیزیوں کے خلاف ایک بہت بڑا جلوس تلہ گنگ میں نکالا۔ جس کی قیادت خود بخاری صاحب نے کی۔ دوسرے روز پنچنند میں ''ختم نبوت کانفرنس'' منعقد کی۔ جس میں چکڑالہ کے احرار کارکن، کپتان غلام محمد (مرحوم) کی سرپرستی میں خاص طور پر شریک ہوئے۔ علاقے کے ایک بہت بڑے زمیندار نے پنچنند میں بخاری صاحب کے قدم رکھنے پر گولی مار دینے کی دھمکی دی۔ لیکن وہ انتہائی دلاور انسان تھے کہ خوف جن کی چمڑی میں بھی نہ تھا۔ برسرعام کانفرنس کی اور تاریخی تقریر فرمائی۔ جس سے قادیانی ہمیشہ کے لیے دم دبا کر بھاگ گئے۔ 1974ء میں قادیانیوں کو

غیر مسلم اقلیت قرار دینے تک یہ کانفرنس ہر سال باقاعدگی سے ہوتی رہی۔

کانفرنس کے تواتر سے انعقاد پذیر ہونے پر مسلمان قادیانیت کے فریب سے واقف ہوئے ورنہ یہ پورا علاقہ قادیانیت کی لپیٹ میں ہوتا۔ یہ سید عطاء المحسن بخاری کا اس علاقے پر عظیم احسان ہے اور وہ بجا طور پر تلہ گنگ کے محسن ہیں۔ ان کے ایسے ہی احسانات کی تاریخ ملک کے مختلف علاقوں کے ماتھے کا جھومر ہے۔

ان کا سایہ اک تجلی، ان کا نقش پا چراغ

شاہ جی ایک درویش صفت انسان تھے۔ وہ عمر بھر غریبوں میں رہے اور غریبوں ہی کے حقوق کی جنگ لڑتے رہے۔ گجرات، سرگودھا، ملتان، چکوال، میانوالی، رحیم یار خان، مظفرگڑھ، بہاولپور، ڈیرہ غازی خان، جھنگ اور ساہیوال وغیرہ کے اضلاع ان کی جاگیرداروں اور وڈیروں سے معرکہ آرائیوں کے شاہد اور گواہ ہیں۔ وہ جب تک زندہ رہے، غیرت و بہادری کے ساتھ جیئے۔ عزت و وقار اور خودداری کی زندگی گزاری اور کوئے دشمناں میں سر اٹھا کر چلے۔ شاہ جی اگرچہ 12 نومبر 1999ء کو رحلت فرما گئے۔ لیکن ان کا مشن زندہ اور جماعت باقی ہے۔ ان کے تیار کردہ نظریاتی کارکنوں کا قافلہ پاکستان کو اسلام کا قلعہ بنانے کے لیے مستعد اور سرگرم ہے۔ جو حضرت شاہ جی کی زندگی کا مقصد وحید تھا اور اب 14 کروڑ پاکستانیوں کی آرزوؤں کی معراج ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کی مغفرت فرمائے اور حسنات قبول فرمائے۔ (آمین)

## قارئین متوجہ ہوں

قارئین کی طرف سے اکثر یہ شکایت موصول ہوتی ہے کہ ہمیں سالانہ چندہ ختم ہونے کی کوئی اطلاع نہیں ملی اور رسالہ بند کر دیا گیا ہے۔ اس شکایت کے ازالے اور قارئین کی سہولت کے لیے لفافے پر پتا کے اوپر مدت خریداری درج کر دی گئی ہے۔ قارئین سے التماس ہے کہ درج شدہ مدت کے مطابق اپنا سالانہ چندہ ارسال کر کے اگلے سال کی تجدید کرا لیں۔ اکثر قارئین کا زرتعاون سالانہ دسمبر 2008ء میں ختم ہو چکا تھا۔ کئی قارئین نے سالانہ چندہ ارسال کر کے نئے سال کی تجدید کرا لی ہے۔ جن کا چندہ وصول نہیں ہوا، اس کے باوجود نومبر 2009ء کا شمارہ انھیں بھی ارسال کیا جا رہا ہے۔ براہِ کرم ستمبر میں ہی اپنا سالانہ زرتعاون 200 روپے ارسال فرما کر نئے سال کے لیے تجدید کرا لیں۔ بصورت دیگر آئندہ شمارے کے لیے معذرت! (سرکولیشن منیجر)

**''نقیب ختم نبوت'' کی ترسیل، شکایات اور دیگر معلومات کے لیے رابطہ نمبر: 0300-7345095**